عرفانِ الٰهی

عرفانِ
اِلٰہی

irfān-e-ilāhī

Knowing God

by W. Miller

(Urdu—Persian script)

© 2019 MIK

published and printed by

Good Word, New Delhi

for enquiries or to request more copies:

askandanswer786@gmail.com

آپ دنیا میں کہیں بھی جائیں تو کسی نہ کسی دیوتا یا خدا کے گھر دیکھیں گے۔ اِس کی کیا وجہ ہے؟ انسان فطرتاً مذہبی ہوتے ہیں۔ ہر جگہ وہ کسی نہ کسی ہستی کی پرستش کرتے ہیں، جسے وہ اپنی زبان میں "خدا" کے نام سے پکارتے ہیں۔

بُت سے خدا کا اظہار؟

جب لوگوں سے پوچھا جائے کہ خدا کیسا ہے تو وہ مختلف جواب دیں گے۔ کیوں؟ اِس لئے کہ خدا کو کسی نے کبھی نہیں دیکھا۔ ہر انسان کی خدا کے بارے میں مختلف سوچ ہوتی ہے۔ توریت شریف میں مرقوم ہے کہ جب حضرت موسیٰ خدائے برحق کے حضور سینا پہاڑ پر گئے تو اسرائیلیوں نے سونے کا بچھڑا بنا کر اُس کی پرستش کی اور کہا، "یہ ہمارا خدا ہے۔" اُن کا خیال تھا کہ اللہ تعالیٰ

ایک بچھڑے کی مانند ہے۔ بعض بت پرستوں کا خیال ہے کہ وہ سانپ کی مانند ہے۔

ایک دفعہ جب مَیں ملیشیا کے کسی مندر میں گیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک عورت اپنے بچے کے ساتھ ایک ڈراؤنی شکل کے بت کی پرستش کر رہی ہے۔ اُن کا خیال تھا کہ یہ خدا ہے۔ قدیم زمانے میں یونانی اور رومی باشندے مردوں اور عورتوں کے خوبصورت بت بناتے تھے جو اُن کے دیوتاؤں کو ظاہر کرتے تھے۔

ذہن کے بُت

دوسری طرف بہت سے لوگ اصرار کرتے ہیں کہ یہ ممکن ہی نہیں کہ انسان اپنے ہاتھوں سے خالق و مالک کی شکل بنا سکے۔ لیکن گو یہ لوگ اپنے ہاتھوں سے بُت نہیں بناتے لیکن اپنے ذہنوں میں وہ ضرور حق تعالیٰ کے بُت کھڑے کر لیتے ہیں۔

بعض کا خیال ہے کہ اللہ تعالیٰ گھڑی ساز کی مانند ہے جو گھڑی بنا کر اُسے اُس کے حال پر چھوڑ دیتا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ اللہ نے اِسی طرح دنیا کو خلق

کیا۔ اُس وقت سے یہ اپنی قوت اور دستور العمل کے مطابق چل رہی ہے۔ اب خدا اِس میں مداخلت نہیں کرتا۔

بعض کا خیال ہے کہ جیسے انسان کے اندر روح ہے اُسی طرح اللہ مادی کائنات میں بستا ہے اور اُس کی گویا رُوح ہے۔

اَوروں کا خیال ہے کہ چونکہ خدا ایک ایسی ہستی ہے جو انسان سے بالکل مختلف اور اُس کے وہم و گمان سے بلند و بالا ہے اِس لئے اُسے جاننا ممکن ہی نہیں۔

خدا کے بارے میں کوئی اتفاق نہیں

غرض اگرچہ بیشتر لوگ کسی نہ کسی طرح کے خدا پر ایمان تو رکھتے ہیں، تو بھی وہ متفق نہیں کہ وہ کیسا ہے۔

لازم ہے کہ خدا اپنے آپ کا اظہار کرے

انسان اپنی کوشش سے اللہ تعالیٰ کی صحیح پہچان تک کبھی نہیں پہنچ سکا۔ آئندہ بھی وہ اُسے کبھی نہیں جان سکے گا جب تک کہ خدا کسی نہ کسی طرح سے اُس

پر اپنا انکشاف نہ کرے۔ لیکن کیا خدا اپنے آپ کو انسان پر ظاہر کرنا چاہتا ہے؟ کیا اُس کی مرضی ہے کہ انسان اُسے حقیقی طور پر جانیں؟ ضرور۔

اللہ نے انسان کو پیدا کرکے اُس میں خدا کو جاننے اور اُس کی پرستش کرنے کی آرزو ڈالی ہے۔ یقیناً وہ چاہتا ہے کہ انسان اُسے جانے۔ یقیناً اُس نے کسی نہ کسی طرح اپنے آپ کو اُس پر ظاہر کیا ہے۔ لیکن اُس نے اپنے آپ کو کس طرح ظاہر کیا؟

بڑھئی کی مثال

فرض کریں کہ ایک ماہر بڑھئی دُور دراز ملک میں رہتا ہے۔ ہم نے اُسے کبھی نہیں دیکھا۔ اگر وہ چاہے کہ ہم اُسے جانیں تو وہ کیا کرے گا؟

اپنے کاموں سے اپنے آپ کا اظہار

ہو سکتا ہے کہ سب سے پہلے وہ ایک خوبصورت میز بنا کر ہمیں بھیج دے۔ جو بھی اُس میز کو دیکھے گا پکار اُٹھے گا، "واہ جی واہ! جس نے یہ زبردست میز بنائی ہے ہم اُس کے نام اور نسل سے ناواقف ہیں۔ لیکن اُس کی کاری گری سے ہم اندازہ لگا سکتے ہیں کہ وہ اپنے فن میں نہایت ماہر ہے۔ ہم یہ بھی

جان سکتے ہیں کہ وہ خوبصورتی کو پسند کرتا ہے، کیونکہ اُس نے میز کو نہایت خوبصورت بنایا ہے۔ بے شک وہ فرنیچر بنانے کے اصولوں سے خوب واقف ہے۔" غرض، دست کاری سے ہم اُس کے بارے میں تھوڑا بہت جان لیتے ہیں۔

کیا اللہ نے اِس طریقے سے اپنے آپ کو انسان پر ظاہر کیا ہے؟ ضرور! اللہ تعالیٰ کی قدرت اور دانائی چاروں طرف نظر آتی ہیں۔ سائنس روز بہ روز اِس کی تصدیق کرتا ہے کہ کائنات کتنی قدرت اور دانائی سے بنائی گئی ہے۔ حضرت داؤد بھی فرماتے ہیں،

> آسمان اللہ کے جلال کا اعلان کرتے ہیں، آسمانی گنبد اُس کے ہاتھوں کا کام بیان کرتا ہے۔ (زبور شریف 19:1)

چونکہ کائنات اِتنی خوبصورت ہے تو اِس کا خالق کتنا خوبصورت ہو گا! کائنات پر غور کرنے سے ہر سوچنے والا اِس نتیجے پر پہنچ سکتا ہے کہ خدا ہے اور کہ وہ عظیم، حکیم اور قادر ہے۔ تاہم قادرِ مطلق کے متعلق بہت سی باتیں ہیں جو کائنات بتانے سے قاصر ہے۔

دوستوں سے اپنے آپ کا اظہار

اگر بڑھئی چاہے کہ ہمیں اُس کے بارے میں مزید معلوم ہو جائے تو ہو سکتا ہے کہ وہ ہمارے پاس اپنے کسی دوست کو بھیجے۔ وہ دوست ہمیں بڑھئی کے متعلق زبانی بہت سی باتیں بتا سکتا ہے۔ مثلاً کہ وہ کہاں رہتا ہے، اُس کی کتنی عمر ہے، اُس کا خاندان کتنا بڑا ہے، اُس کا کردار کیسا ہے وغیرہ۔ اِس طرح ہم پہلے طریقے کی نسبت بہت زیادہ معلومات حاصل کر سکتے ہیں۔

کیا اللہ تعالیٰ نے کبھی اپنے کسی دوست کو ہمارے پاس بھیجا ہے کہ ہم کو اُس کے متعلق بتائے؟ ضرور۔ اُس کا نام حضرت ابراہیم ہے جسے خلیل اللہ یعنی "خدا کا دوست" کہہ کر یاد کیا جاتا ہے۔ اِس کے علاوہ اُس نے اپنے دیگر دوست بھی بھیجے تاکہ دنیا کو اُس کے بارے میں بتائیں۔ اِن پیغمبروں نے بتایا کہ خدا ایک ہے، کہ وہ پاک و قدوس ہے۔ وہ سچائی اور نیکی کو پسند کرتا ہے جبکہ اُس کی جھوٹ اور بدی سے سخت نفرت ہے۔ وہ انسان کی فکر کرتا ہے۔ اُس کی یہ خواہش ہے کہ انسان اُسے جانے اور پیار کرے۔

خدا کے اِن دوستوں کی معرفت ہم کائنات کی نسبت بہت زیادہ معلومات حاصل کر سکتے ہیں۔ لیکن یہ معلومات دوسروں کے وسیلے سے ہیں۔ اِس میں ہمارا اللہ تعالیٰ سے رابطہ براہِ راست نہیں ہوا۔

خط لکھنے سے اپنے آپ کا اظہار

بڑھئی ایک اَور طریقے سے اپنے بارے میں معلومات ہم تک پہنچا سکتا ہے: وہ ہمیں خط لکھ سکتا ہے۔ شاید اُس کا خط یوں ہو، "میرے عزیز دوستو، مَیں نے سنا ہے کہ جو میز مَیں نے آپ کے لئے بنائی ہے وہ آپ کو پسند ہے۔ آپ نے میرے دوستوں کے سامنے میری تعریف کی ہے۔ مَیں آپ کا دوست بننا اور آپ سے قریبی رشتہ قائم کرنا چاہتا ہوں۔ مَیں آپ کی ہر طرح سے مدد کرنا چاہتا ہوں۔ کسی نہ کسی دن مَیں ضرور آپ سے ملاقات کروں گا۔"

ایسے محبت بھرے خط سے ظاہر ہو جائے گا کہ بڑھئی کے دوستوں نے اُس کے متعلق جو کچھ بتایا تھا وہ بالکل درست و راست ہے۔ اِس طریقے سے ہمارا بڑھئی سے شخصی رابطہ قائم ہو جائے گا، اور ہم اُس کی ملاقات کے پہلے کی نسبت زیادہ مشتاق ہوں گے۔

کیا اللہ تعالیٰ نے انسان کو کوئی خط لکھا ہے؟ ضرور۔ جن کتابوں کو ہم "آسمانی کتابیں" کہتے ہیں وہ خداوند کی طرف سے انسان کے نام خطوط ہیں۔ اِن تحریروں میں خداوند ہمیں بتاتا ہے کہ وہ کون ہے اور انسان کی تخلیق کا کیا مقصد ہے۔ وہ فرماتا ہے کہ مَیں نے انسان کو اِس غرض سے پیدا کیا کہ وہ میری مانند ہو اور میرا عزیز فرزند بنے۔ اگرچہ انسان نافرمانی کر کے اپنے خالق کو بھول گیا ہے، پھر بھی مَیں اُسے پیار کرتا ہوں۔ پھر بھی میری خواہش ہے کہ اُسے اُس گناہ سے نجات بخشوں جس کے باعث وہ اپنے خالق سے دُور ہو گیا ہے۔ مَیں انسان کو اُس کے آسمانی باپ سے ازسرِنو ملا دینا چاہتا ہوں۔ اِن پیغامات کے بارے میں حضرت داؤد فرماتے ہیں،

> تیرا کلام میرے پاؤں کے لئے چراغ ہے جو میری راہ کو روشن کرتا ہے۔ (زبور شریف 105:119)

اِن تحریروں کے وسیلے سے قدیم زمانے کے بہت سے لوگوں نے خداوند کی پہچان حاصل کی ہے۔

ملاقات سے اپنے آپ کا اظہار

اگر بڑھئی چاہتا ہو کہ ہم اُس سے واقف ہو کر اُس کے سچے دوست بنیں تو وہ اَور کون سا طریقہ اختیار کرسکتا ہے؟ وہ خود ہم سے ملاقات کرسکتا ہے۔ فرض کریں کہ ایک دن وہ آپ کے پاس آ کر یہ کہے، "مَیں کچھ مدت آپ کے ہاں مہمان رہنا چاہتا ہوں۔ مَیں آپ کے کاروبار میں آپ کا ہاتھ بٹاؤں گا اور آپ کی خوشی اور غمی میں آپ کا شریک ہوں گا۔" اب ہم بڑھئی کو حقیقی طور پر جاننے لگیں گے۔ اب اُس کے ساتھ ہماری دوستی مضبوط و مستحکم ہو جائے گی۔ کیونکہ ہم نے اُسے رُو بہ رُو دیکھا ہے۔

اِسی طرح اگر اللہ تعالیٰ اپنے آپ کو ہم پر کامل طور پر ظاہر کرنا چاہے تو وہ کیا کرے گا؟ کیا وہ بذاتِ خود ہماری ملاقات کرنے اور ہمارے درمیان رہنے نہ آئے گا؟

خدائے ذوالجلال نے کائنات میں اپنی کاریگری ظاہر کر دی۔ اُس نے اپنے نبیوں کو بھیجا اور ہمارے ہاتھوں میں اپنے مقدس صحائف دے کر اپنے آپ کو ہم پر کچھ حد تک ظاہر کیا ہے۔ تاہم ہم دل کی گہرائیوں سے اُس کے حضور آنا چاہتے ہیں۔ ہم اُسے دیکھنا چاہتے ہیں، اُس کی آواز سننا چاہتے ہیں۔ ہماری

آرزو ہے کہ وہ ہماری دنیا میں آ کر ہمارے درمیان رہے۔ کیونکہ تب ہی ہم اُسے پورے طور پر جان سکیں گے۔

لیکن کیا ایسی صورت ممکن ہے؟ کیا حق تعالیٰ زمین پر گناہ گار انسانوں کے درمیان سکونت کرسکتا ہے؟ قادرِ مطلق کے لئے کچھ بھی ناممکن نہیں ہوتا۔ اگر وہ اپنے آپ کو انسان پر ظاہر کرنا چاہے تو وہ کرسکتا ہے۔ اُس کی راہ میں کوئی رکاوٹ حائل نہیں ہوسکتی۔ اگر ہم یہ کہیں کہ اللہ ایسا نہیں کرسکتا تو ہم اُس کی قدرت سے انکار کرتے ہیں۔ یہ تو کفر کے برابر ہے۔ اگر خداوند چاہے تو وہ عرش سے فرش پر آ کر انسانوں کے درمیان رہ سکتا ہے تاکہ ہم اُسے اچھی طرح جان سکیں۔

المسیح میں اللہ کا اظہار

اب سوال یہ ہے کہ کیا اللہ تعالیٰ ہم سے ملاقات کرنا چاہتا ہے؟ خوش خبری یہ ہے کہ چونکہ اللہ چاہتا ہے کہ ہم اُسے جانیں اور اُسے دل و جان سے پیار کریں اِس لئے اُس نے ہم پر رحم کرکے ہمارے درمیان سکونت کیا۔ دو ہزار سال گزرے ہیں کہ اللہ نے اپنے نور کو جو کہ اُس کے ساتھ ایک ہے اِس

دنیا میں بھیجا۔ وہی خدا کا نور جو کلمۃ اللہ بھی کہلاتا ہے انسان بن کر زمین پر آیا۔

حضور المسیح انوکھے تھے۔ اُن کی فطرت دو طرح کی تھی یعنی انسانی اور الٰہی۔ وہ حقیقی انسان تھے، کیونکہ وہ صدیقہ مریم سے پیدا ہوئے تھے۔ گناہ کے سوا اُن میں تمام انسانی صفات موجود تھیں۔ لیکن وہ انسانوں سے کہیں بالا بھی تھے، کیونکہ اُن میں الٰہی صفات بھی پائی جاتی تھیں۔ لہٰذا جب حضور المسیح دنیا میں آئے تو حقیقت میں خدا خود انسانوں کے درمیان آیا۔ یہ بات اُن کے لقب ”عمانوایل“ سے ظاہر ہے جس کا مطلب ہے ”خدا ہمارے ساتھ۔“

”عمانوایل“ کے علاوہ حضور المسیح کے کئی دیگر اعلیٰ لقب اور خوبصورت نام بھی ہیں۔ لیکن خاص الخاص لقب جو اللہ نے اُنہیں دیا وہ ”ابنِ خدا“ ہے۔ المسیح نے اپنے آپ کو بعض اوقات ”ابنِ آدم“ کہا اور بعض اوقات ”ابنِ خدا۔“ عام طور پر وہ خدا کو اپنا باپ کہتے تھے۔ ایک دفعہ جب وہ اپنے شاگردوں سے اپنے باپ یعنی خدا کے بارے میں بات چیت کر رہے تھے تو اُن میں سے ایک نے اُن سے کہا، ”باپ کو ہمیں دکھائیں۔“ حضور المسیح نے جواب دیا،

> مَیں اِتنی دیر سے تمہارے ساتھ ہوں، کیا اِس کے باوجود تُو مجھے نہیں جانتا؟ جس نے مجھے دیکھا اُس نے باپ کو دیکھا ہے۔
> ...مَیں باپ میں ہوں اور باپ مجھ میں ہے۔
>
> (انجیل مقدس، یوحنا 14:9،11)

انسان کے بنائے ہوئے بُت اَن دیکھے خدا کے مظہر کبھی نہیں ہو سکتے تھے۔ نہیں، لازم تھا کہ اللہ اپنے آپ کو عیسیٰ المسیح میں ظاہر کرے تاکہ جو کوئی خدا کو دیکھنا چاہے وہ اُسے المسیح میں پائے۔ یہی وجہ ہے کہ اُنہیں انجیلِ مقدس میں اَن دیکھے خدا کی صورت کہا گیا ہے۔[a] خدا کے بے شمار متلاشیوں نے اِقرار کیا ہے کہ "ہم نے خدا کو ہرگز نہ جانا جب تک کہ ہم مسیح عیسیٰ میں اُس کے رُو بہ رُو نہ ہوئے۔" ابنِ خدا اپنے آسمانی باپ سے کامل طور پر مشابہت رکھتے ہیں، اور جو اُن کو دیکھتا ہے وہ اُن کے باپ کو دیکھتا ہے۔

دیگر انبیا نے خدا کے بارے میں صرف ذکر ہی کیا تھا، لیکن حضور المسیح نے انسانوں پر خود خدا کو ظاہر کیا۔ وہ خدا کا کامل مظہر تھے۔ اُن میں اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کا انکشاف کیا ہے۔ کارخانۂ فطرت میں اللہ تعالیٰ کی کچھ صفات

[a] انجیل مقدس، کلسیوں 1:15

مثلاً دانائی اور قدرت وغیرہ ظاہر ہیں۔ لیکن حضور المسیح کی ذات میں ہم اللہ تعالیٰ کے خیالات، مقاصد اور کام سے خوب واقف ہوتے ہیں۔ اِن کو کسی دوسرے طریقے سے جاننا محال ہے۔ آیئے ہم اِن صفات میں سے چند ایک پر غور کریں۔

المسیح میں اللہ کی پاکیزگی اور قدوسیت کا اظہار

حضور المسیح کی ذات میں ہمیں اللہ کی پاکیزگی اور قدوسیت نظر آتی ہیں۔ اسرائیل کے انبیا نے لوگوں کو بتایا کہ اللہ بُت پرستوں کے دیوتاؤں کی مانند نہیں۔ وہ کامل طور پر پاک اور قدوس ہے۔ لیکن "قدوسیت" کیا ہے؟ کامل قدوسیت سے کوئی بھی واقف نہ تھا۔ کتابِ مقدس گواہ ہے کہ انسان نے گناہ کیا ہے اور کوئی بھی بلکہ انبیا بھی کامل طور پر پاک نہیں تھے۔ کوئی انسان حتیٰ کہ حضرت ابراہیم اور حضرت موسیٰ بھی حق تعالیٰ کی پاکیزگی کو انسانوں پر ظاہر نہ کر سکے، کیونکہ وہ خود بے گناہ نہ تھے۔

لیکن جب حضور المسیح اللہ کا مظہر ہو کر آئے تو انسان خدا کی کامل قدوسیت سے واقف ہو گئے۔ اب وہ جاننے کے اہل ہو گئے کہ خدا کے پاک ہونے کے کیا معانی ہیں۔ انجیل جلیل فرماتی ہے کہ المسیح نے عمر بھر کوئی گناہ نہ کیا۔

نہ کسی انسان کے خلاف نہ خدا کے خلاف۔ اُنہوں نے کبھی بھی حق تعالیٰ کا کوئی حکم نہ توڑا ــ نہ خیالاً نہ فعلاً۔ اُنہوں نے جو کچھ فرمایا یا کیا وہ برحق اور درست تھا۔ اُن میں نہ کوئی مکر و فریب اور جھوٹ تھا اور نہ ہی ریاکاری۔ اُن کے قول و فعل میں بالکل تضاد نہ تھا۔ وہ جو کچھ فرماتے تھے وہی کرتے تھے۔ اُنہیں دوسروں کی اشیاء کا کوئی لالچ نہ تھا۔ انسان کی خدمت کے معاوضے میں وہ کسی قسم کے تحفے تحائف یا اُجرت نہ لیتے تھے۔ اُن کی زندگی سراپا پاکیزگی تھی، کیونکہ وہ تمام خواتین سے بہنوں کا سا اور تمام مردوں سے بھائیوں کا سا سلوک کرتے تھے۔ اُنہوں نے اپنے دشمنوں سے انتقام نہ لیا بلکہ دعا کی کہ اللہ اُنہیں معاف کرے۔ چونکہ وہ سرتا پا پاکیزہ اور راست باز تھے اِس لئے اُنہیں ہر طرح کی بُرائی سے نفرت تھی۔ جو جھوٹ اور ریاکاری سے پیار کرتے تھے اُنہیں وہ سختی سے ڈانٹتے تھے۔ حضور المسیح نور تھے، اور اُن میں ذرہ بھر تاریکی نہ تھی۔ اِسی وجہ سے وہ اللہ تعالیٰ کی پاکیزگی کو انسان پر ظاہر کر سکتے تھے۔ جب ہم اُن کی پاکیزہ زندگی پر نگاہ ڈالتے ہیں تو ہمیں احساس ہوتا ہے کہ وہ فی الحقیقت اللہ کا مظہر ہیں۔ غرض ہم اُن کی معرفت بہتر طور پر جان سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کتنا پاک اور قدوس ہے۔

المسیح میں اللہ کی محبت اورفکرمندی کا اظہار

عیسیٰ مسیح کی ذات میں ہمیں انسان کے لئے حق تعالیٰ کی محبت اورفکر مندی نظر آتی ہے۔ جب ہم ستاروں پر نگاہ کرکے اِس بات پرغورکرتے ہیں کہ کائنات کتنی وسیع و عظیم ہے، تو ہمیں قدرے اندازہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کتنا عظیم اور قادر ہے۔ پھر خدا کی عظمت کے پیشِ نظر ہمیں یہ خیال آتا ہے کہ"کیا قادرِ مطلق جس نے لاکھوں کروڑوں ستارے بنائے ہیں اور اُنہیں اپنی اپنی جگہ پر تھامے ہوئے ہے، مجھ ناچیز کی فکرکرتا ہے اورمیری دعائیں سنتا ہے؟ کیا اللہ تعالیٰ اِس دنیا کے کروڑوں انسانوں کے حالات کی فرداً فرداً خبرگیری کرتا ہے؟ وہ تو انسان کی چھوٹی چھوٹی باتوں سے کہیں بلند و بالا ہے۔"

انجیل جلیل فرماتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کائنات کو اپنے کلام کے وسیلے سے پیدا کیا۔ کلام انسان بن کر ہمارے درمیان سکونت پذیر ہوا۔ اُس کا نام عیسیٰ مسیح ہے۔[a] حضور المسیح کے وسیلے سے تمام دنیا پیدا ہوئی۔ تو اُن کا انسان سے کیا سلوک تھا؟ کیا اُنہیں عوام کے رنج وغم اورخوشی و شادمانی کی پروا تھی؟ ضرور تھی!

---

[a] انجیل مقدس، یوحنا 1:1-18

المسیح جس کسی سے بھی ملے، اُس سے اُنہیں محبت اور ہمدردی تھی۔ وہ ہر ایک کو صحت، خوشی اور نجات عطا کرنا چاہتے تھے۔ ایک شام وہ ایک عالم کے سوالات کے جواب دیتے ہوئے بہت دیر تک گفتگو کرتے رہے۔ اِس طرح اُنہوں نے ایک دن ایک کنوئیں پر ایک عورت سے بات چیت کرکے اُسے بتایا کہ خدا کی پرستش کیسے کرنی چاہیئے، اور ہمیشہ کی زندگی کیسے مل سکتی ہے۔ جب ایک کوڑھی اُن کے پاس آیا تو اُنہوں نے اُسے چھو کر تندرست کر دیا۔ وہ ایک اندھے کو گاؤں سے باہر لے جا کر اُس کی آنکھوں کو چھوا تو وہ ٹھیک ہوگئیں۔ جب ایک آدمی کی بیٹی بسترِ مرگ پر تھی اور باپ نے شفا کی التجا کی تو وہ فوراً اُس کے گھر گئے اور لڑکی کو زندہ کر دیا۔ لوگ حضرت عیسیٰ کے پاس ہزاروں کی تعداد میں آتے تھے۔ اُن میں امیر غریب، بڑھے جوان، مرد و زن، اُن کے اپنے اور غیر سبھی ہوتے تھے۔ لیکن اُنہوں نے کسی کو کبھی بھی نہ دُھتکارا۔ اُن کا اپنا فرمان ہے،

> جو بھی میرے پاس آئے گا اُسے مَیں ہرگز نکال نہ دوں گا۔
>
> (انجیل مقدس، یوحنا 37:6)

لوگوں کے لئے عیسیٰ مسیح کی یہ حیرت انگیز محبت اللہ کی محبت کا اظہار ہے۔
جب عیسیٰ مسیح بیماروں کو شفا دیتے تھے تو اُنہیں حقیقت میں خدا ہی سے صحت و شفا ملتی تھی۔ جب حضور المسیح بچوں کو اپنی گود میں لے کر برکت دیتے تھے تو اصل میں خدا ہی کمزوروں اور بے بسوں کے ساتھ پیار کا اظہار کرتا تھا۔ خدا یقیناً انسانوں کی فکر کرتا ہے۔ جیسے المسیح انسانوں سے پیار کرتا ہے ویسے ہی اللہ تعالیٰ انسانوں سے پیار کرتا ہے، کیونکہ المسیح اَن دیکھے خدا کا مظہر ہے۔

المسیح میں گناہ گار سے اللہ کی محبت کا اظہار

عیسیٰ مسیح میں اللہ کی گناہ گار سے بھی محبت نظر آتی ہے۔ ہم اکثر سمجھتے ہیں کہ اللہ گناہ گاروں سے بھی نفرت کرتا ہے، کہ وہ اُنہیں برباد کر دے گا۔ اور چونکہ ہم سب گناہ گار ہیں تو شاید ہم یہ خیال بھی کرتے ہیں کہ پاک خدا ہمارا دشمن ہے۔ نتیجے میں ہم اُس سے سخت خوف کھاتے ہیں۔
لیکن جب ہم دیکھتے ہیں کہ اللہ کے کامل مظہر المسیح گناہ گاروں سے کیا سلوک کرتے تھے تو ہم ہکا بکا رہ جاتے ہیں۔ نکتہ چینی، نفرت اور گریز کرنے کے بجائے حضور المسیح اکثر اوقات گناہ گاروں کے گھروں میں جاتے، اُن کے ساتھ کھاتے پیتے اور اُن پر رحم و شفقت کے دروازے کھول دیتے تھے۔ یہ دیکھ کر

دینی راہنما حقارت سے اُنہیں "گناہ گاروں کا دوست" کہا کرتے تھے۔ لیکن مسیح کی نظر میں ہر گناہ گار بیمار ہے، اور اُسے ڈاکٹر کی ضرورت ہے۔ اِسی وجہ سے وہ اُن سے ملتے رہتے تھے۔ ڈاکٹر کا مقصد مریض کو مارنا نہیں بلکہ بچانا ہوتا ہے۔ بالکل اِسی طرح اللہ تعالیٰ گناہ گاروں کو ہلاک نہیں کرنا چاہتا بلکہ اُنہیں بچانا چاہتا ہے۔ اِسی وجہ سے اللہ انسان کو اپنی محبت دکھانے کے لئے حضرت عیسیٰ میں ہو کر دنیا میں آیا۔ وہ اُن کو جو گمراہ ہو چکے تھے اور گناہ میں مر رہے تھے ڈھونڈنے اور بچانے آیا۔

ایک مرتبہ ایک زناکار عورت کو پکڑ کر حضرت عیسیٰ کے پاس لایا گیا۔ اُنہوں نے کیا کہا؟ اُنہوں نے اُس پر فتویٰ نہ لگایا بلکہ کہا کہ "جا، آئندہ گناہ نہ کرنا۔" اِس میں بھی حق تعالیٰ کی گناہ گار سے محبت کا اظہار ہوا۔ اور جب حضرت عیسیٰ ٹیکس لینے والے افسر زکائی کے گھر گئے اور اُنہیں پیسوں کے لالچ سے نجات دی تو حقیقت میں خدا ہی اُس گناہ گار کے گھر میں گیا۔ اِسی طرح جب مسیح نے مرتے دم صلیب پر لٹکے ہوئے ڈاکو سے نجات کا وعدہ کیا تو یہ بھی خدا کی گناہ گاروں سے محبت کا اظہار تھا۔

اللہ کی گناہ گار سے محبت اِس میں عروج پر آئی کہ المسیح نے اُن کی خاطر اپنی جان دی۔ اُنہوں نے خود فرمایا کہ

> اِس سے بڑی محبت ہے نہیں کہ کوئی اپنے دوستوں کے لئے اپنی جان دے دے۔ (انجیل مقدس، یوحنا 15:13)

مسیح کو مرنے کے لئے مجبور نہیں کیا گیا تھا اور نہ ہی دشمنوں نے اُن پر غلبہ پایا تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ اُنہوں نے اپنی خوشی سے اپنی جان قربان کر دی۔ اگر وہ محض انسان یا صرف نبی ہوتے تو گو اُن کی قربانی ہمیں حیرت زدہ تو کر دیتی تاہم وہ انسان کے گناہوں کا کفارہ نہ ہوسکتی۔ لیکن حضور المسیح ابنِ خدا تھے۔ اُن کی قربانی عام انسان کی قربانی نہ تھی بلکہ ایسی ہستی کی قربانی جس کی قدر و قیمت تمام کائنات سے کہیں زیادہ تھی۔ حضور المسیح کا دُکھ حقیقت میں اللہ تعالیٰ کا دُکھ تھا۔ جو محبت اُنہوں نے اپنی جان دے کر ظاہر کی وہ خدا کی محبت تھی۔ مسیح کی صلیبی موت سے یہ اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ اللہ ہم گناہ گاروں سے کس قدر پیار کرتا ہے۔ اللہ کی کامل محبت مسیح کی صلیبی موت میں نظر آتی ہے۔ انجیل جلیل میں اِس حقیقت کو اِن الفاظ میں بیان کیا گیا ہے،

> اللہ نے دنیا سے اِتنی محبت رکھی کہ اُس نے اپنے اکلوتے فرزند کو بخش دیا، تاکہ جو بھی اُس پر ایمان لائے ہلاک نہ ہو بلکہ ابدی زندگی پائے۔ (انجیل مقدس، یوحنا 16:3)

المسیح میں اللہ کی زندگی بخش طاقت کا اظہار

آخری بات یہ کہ عیسیٰ مسیح میں اللہ کی زندگی بخش طاقت نظر آتی ہے۔ انجیل جلیل گواہی دیتی ہے کہ مصلوب ہونے کے بعد المسیح قبر میں نہ رہے بلکہ تین دن کے بعد مُردوں میں سے جی اُٹھے۔ اربوں انسانوں میں سے جو اِس دنیا میں آئے اور چلے گئے، مسیح واحد ہستی ہیں جو مرکر جی اُٹھے اور پھر کبھی نہیں مرنے کے۔ اُن کی قیامت اُن کے اِس دعوے کا الٰہی ثبوت ہے کہ وہ ابنِ خدا ہیں۔ اور جس الٰہی قوت نے حضرت عیسیٰ کو مُردوں میں سے زندہ کیا وہ قیامت کے روز مسیح پر ایمان لانے والوں کو ابدی زندگی عطا کرے گی۔ جس طرح مسیح کی صلیب اللہ کی محبت کا اظہار ہے، اُسی طرح مسیح کی قیامت اللہ کی زندگی بخش طاقت کو ظاہر کرتی ہے۔ یہ ہمیں یقین دلاتی ہے کہ موت ہم پر غلبہ حاصل نہیں کر سکے گی۔

دعوت

غرض ہم عرفانِ الٰہی کیسے حاصل کریں؟ اللہ تعالیٰ نے مسیح عیسیٰ میں اپنے آپ کو ہم پر کامل طور پر ظاہر کیا ہے۔ اب کھلی دعوت ہے کہ سب اپنے آپ کو المسیح کے سپرد کرکے اللہ تعالیٰ کے حضور آئیں۔ حضور المسیح خود فرماتے ہیں،

> راہ اور حق اور زندگی مَیں ہوں۔ کوئی میرے وسیلے کے بغیر باپ کے پاس نہیں آسکتا۔... جس نے مجھے دیکھا اُس نے باپ کو دیکھا ہے۔ (انجیل مقدس، یوحنا 14:6،9)

حضور المسیح تمام جہان کے لوگوں کو دعوت دیتے ہیں کہ اُن کے قدموں میں آئیں اور اللہ تعالیٰ کو رُو بہ رُو دیکھیں۔ اگر آپ فی الحقیقت حق تعالیٰ کی پہچان حاصل کرنا چاہتے ہیں، تو عیسیٰ مسیح کی دعوت کو قبول کریں اور اُس پر ایمان لائیں۔